سنّت رسول اور قرآن

دونوں ایک ہی چیز ہیں

الشیخ عبداللہ بن زید المحمود

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۱

سُنّۃ الرسول

شقیقۃ القرآن

۱۶۵

سُنّتِ رسول اور قرآن

دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

الشیخ عبداللہ بن زید المحمود

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جمّوں وکشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱ (کشمیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

(از مُصنّف)

نحمد اللہ سبحانہ ونسألہ التوفیق للایمان والعمل بالقرآن والتمسك بسنۃ محمّد علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا جائے۔ قرآن پر ایمان اور سنت رسول پر ایمان دونوں لازم و ملزوم ہیں، چنانچہ سنت محمدی کی تکذیب قرآن کی تکذیب کے مترادف ہے، کیونکہ دونوں وحی الٰہی ہیں جن کو ایک دوسرے سے منفک نہیں کیا جا سکتا ہے۔

کہتے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کی طرف سے جو آیا اس پر ویسا ہی ایمان لائے جیسا کہ مقصود الٰہی ہے اور ہم اللہ کے رسول پر ایمان لائے اور جو رسول کی طرف سے آیا اس پر ویسا ہی ایمان لائے جیسا کہ خدا کا مقصود و مُراد ہے۔

قرآن پر ایمان لانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپؐ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور سنتِ رسول پر ایمان اس بات کی تصدیق ہے کہ آپ یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

اور محمد رسول اللہ کی شہادت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول نے جس کا حکم دیا ہے اس کی اطاعت کی جائے، اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی تصدیق کی جائے اور جس سے آپ نے منع فرمایا ہے اس سے رُک جایا جائے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں تو صرف اس سنت کو مانوں گا جس پر عمل جاری ہے تو وہ

اس آیت کے مصداق ہے۔

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًاo اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَّاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًاo (النساء ۱۵۱)

وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ (کفر و ایمان کے) بیچ کا راستہ اپنائیں حقیقت میں وہ لوگ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں صرف قرآن پر ایمان لاؤنگا اور اسی پر عمل کرونگا، تو گویا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، لیکن میں یہ شہادت نہیں دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ شہادت باطل شہادت ہے، حقیقت یہ ہے کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، چنانچہ اللہ کا فرمان ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًاo (النساء ۸۰)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو کوئی پرواہ کی بات نہیں کیونکہ ہم نے تم کو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (النساء ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کی اجازت سے۔

چنانچہ جو رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔

جب کچھ لوگوں نے رسول کی عدم اتباع کے باوجود محبت الٰہی کا دعویٰ کیا تو اللہ نے محبّت الٰہی کی حقیقت کی توضیح کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔
(آل عمران ۳۱)

کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تم کو محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا۔

ایک شاعر نے اسی قرآنی حقیقت کو یوں پیش کیا ہے۔

تعصي الاله وانت تزعم حبه
هذا لعمري في القياس بديع

تم خدا کی نافرمانی کرتے ہو اور اس کے باوجود محبت الٰہی کے مدعی ہو

لو كان حبك صادقا لأطعته
ان المحب لمن يحب مطيع

خدا کی قسم یہ تو بڑی عجیب وغریب بات ہے۔ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہو تو اسکی ضرور اطاعت کرتے محبت کرنے والا محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔

جب امت اطاعت رسول سے دُور رہنے اور اس کے احکام کے آگے سر تسلیم نہ خم کرنے کے باوجود محبت رسول کا دعویٰ کرے گی تو اس کا یہ دعویٰ عقل اور قرآن وسنت کی روشنی میں جھوٹا مانا جائے گا، جو کسی ایسی چیز کا مدعی ہوتا ہے جو اسمیں نہیں پائی جاتی ہے تو پرکھنے پر اس کے دعویٰ کا پول کھل جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

ہرگز نہیں، تمہارے رب کی قسم، ان کا ایمان تسلیم نہیں ہوگا، یہاں تک کہ وہ

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء ۶۵)

اپنے تنازعات میں آپ کو حکم نہ بنا دیں، پھر جو آپ فیصلہ دیں تو اس کے سلسلہ میں وہ اپنے دلوں میں تنگی نہ محسوس کریں اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

اسی بات کو علامہ ابن قیم نے اس انداز میں کہا ہے۔

من قال قولاً غیر ذا قمنا علی | اقوله بالسبر والمیزان
ان وافقت قول الرسول وحکمه | فعلی الرؤس تشال کالتیجان
او خالفت ھٰذا ردد ناھا علی | من قالھا قط من انسان
او اشکلت توقفنا ولم | نجزم بلا علم ولا برھان
ھذا الذی ادی الیه علمنا | وبه ندین الله کل اوان

"جو اس کے علاوہ کوئی بات کہتا ہے جس پر ہم قائم ہیں تو ہم اس کے اقوال کو (قرآن وحدیث) کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، اگر وہ اقوال رسول کے قول اور حکم کے مطابق ہیں تو ہم ان کو اپنے سروں کا تاج بنا لیتے ہیں لیکن اگر وہ اس کے منافی ہوتے ہیں تو ہم اس کو رد کر دیتے ہیں خواہ وہ کسی بھی انسان نے کبھی بھی کہا ہو، لیکن اگر کوئی اشکال ہوتا ہے تو ہم توقف کرتے ہیں کیونکہ ہم علم اور واضح دلیل کی بناء پر ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ اس روش کی طرف ہمارے علم نے ہماری راہنمائی کی ہے اور اس روش پر قائم رہ کر ہم ہر لمحہ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہتے ہیں۔"

(مؤلف)

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کیلئے ہیں جو رسولوں کے درمیانی وقفہ میں ایسے اہل علم کو پیدا کرتا رہا جو گم کردہ راہ لوگوں کو راستی کی طرف بلاتے ہیں اور ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے ہیں۔ وہ کتاب الٰہی کے ذریعہ مُردہ دلوں میں زندگی پیدا کرتے ہیں اور بے نور آنکھوں کو اللہ کے نور سے بصیرت افروز بنا دیتے ہیں۔ قتل گاہِ ابلیس کے کتنے مقتولوں کو انھوں نے زندہ کیا اور کتنے گم کردہ راہ لوگوں کو صحیح راستہ دکھایا۔ لوگوں پر ان کا کتنا اچھا اثر پڑا لیکن لوگوں نے ان کے ساتھ کتنا بُرا سلوک کیا، وہ کتاب الٰہی سے ان تحریفات کو محو کرتے رہے جو غلو میں مبتلا لوگوں نے کیں، باطل پرستوں کے غلط انتسابات اور جاہلوں کی باطل تاویلات کا پردہ فاش کرتے رہے۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کے فتنوں سے۔

امابعد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	درحقیقت اللہ نے مومنین پر بڑا احسان
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ	کیا جب کہ ان میں انھیں میں سے ایک
اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ	رسول بھیجا جو کہ ان پر آیات الٰہی کی تلاوت
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ	اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو قانون
وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ	الٰہی اور حکمت و دانائی کی بات سکھاتا ہے

Scanned with OKEN Scanner

قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ٥ (آل عمران ۱۶۴) اور وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

سورۂ جمعہ میں اسی بات کو اللہ تعالیٰ یوں کہتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ٥ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ٥ (الجمعہ ۱-۴)

اسی نے امیوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ اُن کو قانون الٰہی اور حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو ان سے ابھی تک نہیں ملے ہیں اور وہ طاقت والا اور حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے خدا جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو مبعوث فرما کر مومن بندوں پر بڑا کرم و احسان کیا ہے، اور وہ نبی جس کی خصوصیت یہ ہے۔

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥ (التوبۃ ۱۲۸)

جنکو تمہاری مضرت کی بات بہت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کیساتھ تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

چنانچہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر وہ ہدایت کی طرف لایا اور ان کی جہالت کے اندھے پن کو دور کر کے ان کے اندر ایمان کی بصیرت پیدا کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دین کے بارے میں جس سے کہ اصحاب محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو نوازا گیا تھا، بتایا کہ یہ دین ان کیلئے ہی خاص نہیں ہے بلکہ ان تمام انسانوں کے لئے ہے جو ان کے بعد قیامت تک آتے رہیں گے۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا۔ (الجمعۃ ۳)	اور ان میں سے دوسرے وہ ہی جو ابھی تک ان سے نہیں ملے۔

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد آنے والے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کریں گے اور آپ کی عطا کردہ سنت کو اختیار کریں گے۔ اسی بات کی طرف ترمذی شریف کی حدیث میں یوں اشارہ کیا گیا ہے:

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اٰخرہ۔	انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ بہتر ہے یا آخری

ان عظیم المرتبت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہم پلہ کوئی نہیں ہو سکتا ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں سبقت لے گئے اور جن کو آپ کی ہم نشینی کا شرف حاصل رہا، چنانچہ صحیحین کی حدیث ہے۔

عن عمران ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم" ثم الذین یلونھم لا ادری اذکر مرتین	عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے

Scanned with OKEN Scanner

اَوثلاثۃ۔

عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں یاد ”ثم الذین یلونھم“ دو مرتبہ کہا یا تین مرتبہ

ایک دوسری حدیث میں صحابہ کی فضیلت کا اظہار یوں کیا گیا ہے۔

قال ”دعوالی اصحابی فوالذی نفس محمد بیدہ لوانفق احدکم مثل احد ذھبا مابلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔

آپؐ نے فرمایا، میرے اصحاب کو میرے لئے چھوڑ دو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر اللہ کے راستے میں سونا خرچ کر ڈالے تو اُن کے ایک مد یا نصف مد کے انفاق کے برابر نہیں ہوگا۔

”امیین“ سے مراد اہل عرب ہیں۔ اس لفظ کا اطلاق ان پر اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ ’اُمی‘ منسوب ہے اُم (ماں) کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُمی کہا، کیونکہ آپ لکھتے پڑھتے نہیں تھے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهٗ مَكْتُوبًا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ

اور میری رحمت ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس میں اپنی رحمت عنقریب ان لوگوں کے لئے لکھونگا جو کہ تقویٰ کی روش اپناتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جو کہ اس نبی امی کی اطاعت کرتے ہیں جس کے بارے میں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ہے

Scanned with OKEN Scanner

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ	وہ ان کو بھلی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں
عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ	سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں
الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ	کو حلال کرتا ہے اور خبیث چیزوں کو حرام
الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ	کرتا ہے اور ان سے ان کے اس بوجھ اور
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ	ان بیڑیوں کو اتارتا ہے جو ان پر اس سے پہلے
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ	تھیں، پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے
وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي	اور اس کو طاقت پہنچائی اور مدد کی اور اس
أُنزِلَ مَعَهُ، أُولَٰئِكَ هُمُ	نور کی اتباع کی جو اس کے ساتھ نازل کیا
الْمُفْلِحُونَ ۔ (الاعراف ۔ ۱۵۷)	گیا، ایسے ہی لوگ کامرانی سے ہمکنار ہونگے۔

رسول کا امّی ہونا نبوت کے عظیم الشان معجزوں میں سے ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

كفاك بالعلم في الامي معجزة۔ امی میں علم کا ہونا کافی معجزہ ہے۔

لیکن اُمیّت (لکھنے پڑھنے سے ناواقفیت) آپ کی سنت نہیں ہے، کیونکہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان علوم پھیلا کر اور لکھنے کی صلاحیت پیدا کر کے امیّت سے جنگ کی ہے، چنانچہ پہلی صورت تعلیم بالقلم کی نازل کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے امیّت کو آپ کے ساتھ مخصوص کیا ہے تاکہ وحی کی حفاظت ہو سکے، اسمیں جھوٹے اوہام اور باطل گمانوں کو راہ نہ مل سکے کہ لوگ کہیں آپ نے فلاں کتاب سے لکھ لیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ	اور تم اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب
مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ	نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی کوئی کتاب

Scanned with OKEN Scanner

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (عنکبوت ۴۸)
اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے، نہیں تو باطل پرست کچھ شبہ نکالتے۔

اس بعثت کی ابتداء جس سے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو نوازا، غارِ حرا میں نزول وحی سے ہوتی ہے، جبکہ اس نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۝ (علق ۱-۵)
اپنے اس رب کے نام سے پڑھنا شروع کر وجس نے کہ پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھو، اور تمہارا وہ باعزت رب ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، انسان کو وہ کچھ سکھایا جو نہیں جانتا تھا۔

زمانہ بعثت آپ کے زمانہ پیدائش سے بہتر ہے کیونکہ آپ کی ولادت ویسے ہی ہوئی جیسے کہ عام لوگوں کی ولادت ہوتی ہے۔ اور آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال تمام قریش کے لوگوں کی طرح بسر کئے، اسی لئے آپؐ اپنی قوم کے رویہ پر احتجاج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ۱۶)
میں نے اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذاری کیا، تم اتنی سمجھ نہیں رکھتے ہو۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں

یعنی آپ قرآنی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں اس کی تفسیر کرتے ہیں اور لوگ آپ سے مشکل باتوں کے بارے میں استفسار کرتے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں "جب ہم دس آیتیں سیکھ لیتے تھے تو اس سے آگے نہیں پڑھتے تھے یہانتک کہ ہم ان کے معنی سیکھ لیں اور ان پر عمل کرنا سیکھ لیں، تو لوگ ان سے علم و عمل دونوں سیکھتے تھے"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس علم و عمل کی مجالس ہوتی تھیں، یا تو آپ لوگوں پر قرآن کی تلاوت کرتے تھے یا جو بھی حکمت و موعظت کی باتیں اللہ نے آپ کو بتائی تھیں، ان کی تعلیم دیتے تھے۔ اللہ نے آپکو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو بہترین قصے بتائیں، انکو نصیحت کریں اور ان کو اپنے رب کیطرف حکمت و دانائی سے بلائیں اور موعظہ حسنہ سے کام لیں اسی لئے اللہ نے آپ کو بشیر و نذیر، داعی حق اور سراج منیر قرار دیا۔

قرآن میں رسول کا وصف بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کرتا ہے، فرائض کی پابندی کرا کر، فضائل کی طرف راغب کر کے اور منکرات سے باز رکھ کر اور رذائل اخلاق سے دور رکھ کر۔ رذائل میں شرک سرفہرست ہے۔

انھیں اعمال سے انسان کا تزکیہ نفس اور تطہیر نفس ممکن ہے اور انھیں اعمال کی بناء پر وہ تمام جہانوں میں قابل فخر بن سکتا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (الشمس۔ ۹۔ ۱۰)	وہ کامیابی سے ہمکنار ہوا جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ بنایا اور ناکام ہوا وہ جس نے اس کو آلودہ کیا۔

وما النفس الا حیث یجعلها الفتی　　فکن طالبا للنفس اعلی المراتب

نفس خود کچھ نہیں ہوتا ہے مگر آدمی جیسا اسے بنائے، بس نفس کو اعلیٰ مراتب کا طلبگار بنالو

نبی کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ کتاب قرآن ہے اور حکمت سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی سنت

سکھاتے تھے جیساکہ قرآن کی تعلیم دیتے تھے، چنانچہ قرآن میں ازواج مطہرات کے تذکرہ میں آیا ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ۔ (احزاب ۳۴)	اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں آیات الٰہی تلاوت کی جاتی ہیں، اور حکمت کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن و سنت ساتھ ساتھ سیکھتے تھے اور وہ باری باری آپ کی صحبت میں بیٹھتے تھے تاکہ علم کی کوئی بات چھوٹنے نہ پائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

انما بعثت معلما فمن حفظ حجة علی من لم یحفظ۔	میں تو معلم بناکر بھیجا گیا ہوں جو یاد کرے وہ اس کے لئے حجت ہے جس نے نہیں یاد کیا

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرۃ ۱۵۱)	جیساکہ ہم نے تم میں ایک رسول تم میں سے بھیجا، وہ تم پر ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تم کو وہ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشو ونما بحیثیت یتیم اور اُمّی

یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے اور آپ کی پرورش ابوطالب نے اپنی اولاد کی طرح کی۔ مکہ میں نہ تو کوئی درسگاہ

تھی اور نہ ہی کتابیں فراہم تھیں کہ آپ تعلیم حاصل کرتے۔ آپ یوں ہی مکہ میں زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ دفعتہً حق کی کتاب آپ کو عطا کی گئی اور اللہ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ اور اللہ کو خوب علم تھا کہ کہاں وہ اپنا پیغام نازل کر رہا ہے۔ آپ پر قرآن کریم تھوڑا تھوڑا بتدریج نازل ہوتا رہا، یہانتک کہ سورۃ انعام مکمل ایک دفعہ میں نازل کی گئی، اور یہ قرآن کا مکمل جزء ہے۔ آپ نے سورۃ انعام اور پورا قرآن اسمیں سے کچھ بھولے ہوئے بغیر حفظ کر لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کا وعدہ کیا تھا، چنانچہ اللہ نے سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ میں فرمایا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۔ عنقریب ہم تم کو پڑھوائیں گے تو تم بھولو گے نہیں

بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ اپنے ہونٹوں کو پڑھنے کے لئے حرکت دیتے تھے۔ اس اندیشے سے کہ مبادا اس کا کوئی حصہ بھول جائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (القیامۃ ۱۶-۱۷)

تم اپنی زبان کو حرکت میں نہ لاؤ (اسکو حفظ کرنے میں) عجلت کرنے کے لئے ہمارے اوپر اس کو جمع کرنے اور پڑھوانے کی ذمہ داری ہے۔

یعنی ہم اسکی حفاظت کریں گے اور آپ اسمیں سے کچھ نہیں بھولیں گے چنانچہ اس آیت کے بعد جب جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لاتے تھے تو آپ خاموش رہتے تھے اور جب وہ واپس جاتے تھے تب آپ اس کو پڑھتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم کی حقیقت بھی بتائی جو آپ کو عطا کیا گیا تھا اور اس وحی کی حقیقت بتائی جو آپ پر نازل ہوتی تھی۔ اس علم اور وحی کی

سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے سلسلہ میں لوگوں میں باہم فرق اور تفاوت رہتا ہے۔ اس کی طرف ایک حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ بخاری کی حدیث ہے۔

عن ابی موسیٰ الاشعری قال مثل ما بعثنی اللہ بہ من العلم والھدی کمثل غیث اصاب ارضا فکان منھا طائفۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر فکان منھا طائفۃ امسکت الماء فنفع اللہ بھا الناس فسقوا منھا وزرعوا وکان منھا طائفۃ اجاب لا تمسک ماء ولا تنبت کلاء فذلک مثل من نقہ فی دین اللہ فنفعہ ما جئت بہ ومثل من لم یرفع بذلک راسا ولم یقبل ھدی اللہ الذی جئت بہ۔

ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم و ہدایت دے کر بھیجا ہے اسکی مثال اس بارش کی سی ہے جو زمین پر گرے اس زمین کا کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو پانی کو جذب کر لیتا ہے وہاں خوب گھاس اور سبزہ اگتا ہے اور زمین کا کچھ ٹکڑا ایسا ہوتا ہے جو پانی روک لیتا ہے اللہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے لوگ پیتے ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں زمین کا کچھ ٹکڑا بالکل چٹیل ہوتا ہے جو نہ پانی روکتا ہے اور نہ ہی وہاں گھانس اور سبزہ اگتا ہے، یہی مثال ہے اس شخص کی جو دین میں تفقہ کرتا ہے، جو میں لایا ہوں اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس شخص کی مثال ہے جو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے اور اس ہدایت الٰہی کو قبول نہیں کرتا ہے جو میں لایا ہوں۔

یہ مثال وحی الٰہی اور ہدایت الٰہی کے سلسلہ میں لوگوں کی حالت کے عین مطابق

ہے، اس علم کے حفظ و فہم اور استنباط کے معاملہ میں لوگوں میں درحقیقت تفاوت رہتا ہے۔ یہ تفاوت صحابہ میں تھا اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کے درمیان یہ فرق و تفاوت باقی رہا۔

حدیث کے حفظ کرنے اور اس سے مسائل کے استنباط کرنے میں صحابہ کے درمیان فرق تھا۔ لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو زمین کے اس زرخیز حصّہ زمین سے تشبیہ دی ہے جو پانی کو جذب کرتی ہے اور سرسبز و شاداب رہتی ہے انھوں نے خوب حدیثیں یاد کیں اور ان سے حلال و حرام و دیگر فقہی مسائل مستنبط کئے، آپ مسائل فقہہ کے استنباط میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، اور آپ کی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

وہ قطعہ ارض جو پانی روک لیتا ہے اللہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے لوگ پیتے ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں اس کی مثال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا اور اس کے حفظ کرنے میں بڑی جانفشانی کی، اس اندیشہ سے کہ کہیں بھول نہ جائیں، وہ حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سونے سے قبل وتر پڑھ لینے کی وصیت کی لیکن آپ نے ان احادیث سے مسائل استنباط کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ آپ کے جیسے دوسرے صحابی انس رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

صحابہ میں کثرت سے احادیث روایت کرنے والے سات ہیں ان میں انھیں صحابہ کو شامل کیا گیا ہے جنھوں نے ایک ہزار سے زائد حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ سات صحابہ، ابن عباس رض، ابن عمر رض، عائشہ رض، ابو ہریرہ رض، انس رض، ابو سعید رض

حذری اور جابر ابن عبداللہ ہیں۔ ان کو ایک شعر میں نظم کرتے ہوئے شاعر نے کہا ہے ؎

سبع من الصحب فوق الالف قد نقلوا
من الحدیث عن المختار خیر مضر
ابوھریرۃ سعد جابر انس
صدیقۃ وابن عباس کذا ابن عمر

"سات صحابہ ایسے ہیں جنھوں نے ایک ہزار سے زائد حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ ابوہریرہ، سعد، جابر، انس، عائشہ صدیقہ، ابن عباس اور ابن عمر ہیں۔"

یہ اوصاف بعد کے اہل علم اور محدثین پر بھی منطبق ہوتے ہیں، ان میں کچھ ایسے عالم ہیں جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور اپنے رب کے دین کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلاتے ہیں، اس کیساتھ ساتھ اپنے تفقہ اور فہم سے معانی او مسائل کا استنباط کر کے اسمیں توسیع کرتے ہیں۔ کچھ لوگ علم کے علمبردار ہوتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اور نہ اسمیں تفقہ اور استنباط سے اس کی توسیع کرتے ہیں اور ان کے اندر علمی جمود ہوتا ہے ان کے امام اور ان کے علماء جو کہتے ہیں اس پر جمے رہتے ہیں وہ اس چراغ شب کی مانند ہیں جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے لیکن خود جلتا ہے۔ دوسرا گروہ ان خشک جاہلوں کا ہے جن کے پاس نہ تو علم ہے اور نہ عمل، ان کی مثال اس بنجر زمین کی ہے جسکو بارش سے نقصان پہنچتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ویسے ہی سنت کی تعلیم دیتے تھے جیسا کہ انھیں قرآن سکھاتے تھے کیونکہ سنت قرآن کی تفسیر و تشریح ہے اس لئے تفاسیر قرآن میں افضل تفسیر اس مفسر کی ہے جو قرآن کی تفسیر و تشریح قرآن

سے اور سنت سے کرتا ہے جیسے تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ (نحل ۴۴)

اور ہم نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگوں کے لئے اسکی توضیح کرو جوان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور شاید کہ وہ غور وفکر سے کام لیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (نحل ۶۴)

ہم نے تم پر کتاب نہیں نازل کی مگر اس لئے کہ تم اسکو واضح کر دو جسمیں ان کا اختلاف ہو، اسمیں ہدایت و رحمت کا سامان ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کے سلسلہ میں کچھ شبہات لائیں گے، ان کے شبہات کا ازالہ سنت سے کرو، کیونکہ صاحب سنت قرآن سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ سنت قرآن کی تفسیر ہے۔

فهو المفسر للقرآن وانما نطق النبي لنا به عن ربه

وہی قرآن کی تفسیر کرنے والے ہیں، نبی قرآن کے بارے میں جب بھی بولتے ہیں تو وہ رب کی طرف سے بولتے ہیں۔

قرآن وحی مجمل ہے اور سنت وحی مفصل ہے، ان میں سے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ ایک شاعر نے کہا۔

وحي بتفصيل ووحي مجمل تفسيره ذاك وحي ثاني

ایک تفصیلی وحی ہے دوسری اجمالی، وحی ثانی، وحی اول کی تفسیر ہے

ایک حدیث میں اس حقیقت کو یوں واضح کیا گیا ہے۔

عن المقدام بن معدی کرب	مقدام بن معدی کرب کندی سے روایت
الکندی ان رسول اللہ صلی	ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ علیہ وسلم قال "یوشك	ایسا شخص آئے گا جو اپنے تخت پر تکیہ لگائے
الرجل متکئا علی اریکته	بیٹھا ہوگا، اس کے سامنے میری حدیث
یحدث بحدیث من حدیثی	پیش کیجائے گی تو وہ کہے گا کہ ہمارے اور
فیقول بیننا و بینکم کتاب اللہ	تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب ہے
عزوجل۔ فما وجدنا فیه	ہم نے اسمیں جو حلال پایا ہے اسے حلال سمجھا
من حلال استحللناہ وما	ہے اور اسمیں ہم نے جو حرام پایا ہے اسے
وجدنا فیه من حرام	اپنے اوپر حرام کیا ہے۔ خبردار! جو کچھ رسول
حرمناہ الا وان ما حرم	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ہے وہ بالکل ویسا ہی حرام ہے جیسا اللہ
مثل ما حرم اللہ"	کا حرام کردہ"

(رواہ الترمذی وابن ماجه)

ایک روایت میں یوں ہے۔

الا انی اوتیت القرآن	خبردار! مجھے قرآن عطا کیا گیا ہے اور اسکے
ومثله معه۔	ساتھ اس کے مثل بھی۔

(رواہ الترمذی وابن ماجه)

ایک دوسری حدیث عرباض ابن ساریہ کی ہے۔

قال: وعظنا رسول اللہ صلی	عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

Scanned with OKEN Scanner

الله علیه وسلم موعظة بلیغة ذرفت منها العیون ووجلت منها القلوب ومنها قوله: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ و ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة۔

(ابوداؤد، ترمذی وابن ماجه)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ہم کو ایسی موثر اور بلیغ نصیحت کی کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور دل لرز اٹھے، اسی میں آپ نے فرمایا "تم پر لازم ہے کہ تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت اختیار کرو، اس کو تم پکڑ لو اور دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو، خبردار تم نئی نئی ایجاد کی ہوئی باتوں سے بچو، کیونکہ نیا اختراع بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

آیت "والنجم اذا ھوی الخ" کے مضمرات

خدا فرماتا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى۔ (النجم ۱-۴)

قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرے، تمہارا ساتھی نہ ہی گمراہ ہوا اور نہ ہی بھٹکا، وہ خواہش نفس سے کوئی بات نہیں بولتا ہے سوائے وحی کے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى"، مقسم علیہ سے اس پر ستارہ کو گواہ بنایا جا رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رشد و ہدایت پر قائم ہیں، وہ حق کے پیرو ہیں گمراہ نہیں۔ ضال (گمراہ) اس

کو کہتے ہیں جو راستہ بنا جانے بوجھے چلے اور غاوی وہ ہے جو حق کو جانتا ہو پھر بھی اس سے قصداً اعراض کرے اور دوسرے راستہ کو اپنائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور شریعت کو نصاریٰ اور یہود کی مشابہت سے پاک رکھا ہے۔ ان کی مشابہت یہ ہے کہ حق کو جان بوجھ کر چھپایا جائے اور اس کے خلاف عمل کیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر نازل کردہ شریعت میں انتہائی استقلال و استقامت اور اعتدال و مضبوطی پائی جاتی ہے۔ "ومایَنطِقُ عنِ الھویٰ" کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کوئی بات خواہش اور مرضی سے نہیں کہتے ہیں بلکہ "ان ھوالا وحی یوحیٰ"، یعنی وہی کہتے ہیں جس کا حکم دیا جاتا ہے وہ اسے لوگوں تک بے کم وکاست پہنچا دیتے ہیں۔

عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا اسے ضبط تحریر میں لے آتا تھا اور اس کو حفظ کر لینا چاہتا تھا۔ قریش کے لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سنی ہوئی بات لکھ لیتے ہو وہ انسان ہیں کبھی غصہ میں بھی بات کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ ایک دن میں نے اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا۔

اکتب فوالذی نفسی بیدہ	لکھو! قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے
ماخرج منی الا الحق۔	قبضہ میں میری جان ہے میرے منہ سے حق بات ہی نکلتی ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Scanned with OKEN Scanner

ما اخبرتکم انہ من عند اللہ فھو الذی لاشک فیہ۔

جو بات بھی میں تم کو بتاتا ہوں وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے پس اسمیں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

ابوہریرہؓ سے ایک دوسری روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اقول الا حقا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں صرف حق بات کہتا ہوں۔

"بعض صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کبھی کبھی آپ ہم سے کھیل کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، میں نہیں کہتا ہوں مگر حق۔"

(اقتباس تفسیر ابن کثیر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے انتباہ بھی کیا ہے کہ اگر انھوں نے کسی چیز کا منزل من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ اس نے نازل نہ کیا ہو اور اس طرح سے وہ خدا پر جھوٹ باندھے گا تو وہ اسے دردناک عذاب چکھائے گا، چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝

(الحاقۃ ۴۴-۴۷)

اگر اس نے بعض باتیں ہمارے اوپر گھڑھیں تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے (کیونکہ دائیں ہاتھ کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔) پھر ہم ان کی رگوں کو کاٹ دیں گے، تم میں سے کوئی اسکو بچانے والا نہیں ہوگا۔

حاشا وکلا نبی اپنے رب پر جھوٹ باندھے یا وحی میں سے کچھ چھپائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ (آل عمران ۱۶۴)

اللہ نے مومنین پر بڑی کرم فرمائی کی کہ ان میں رسول انھیں میں سے بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

دوسری جگہ ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے ارشاد ہوتا ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ۔ (احزاب ۳۴)

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔

ایک سے زائد اسلاف نے کہا ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے کیونکہ ازواج مطہرات کے گھروں میں قرآن کے علاوہ جس کا ذکر ہوتا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی۔ حسان ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی پر ویسے ہی سنت لے کر آتے تھے جیسا کہ قرآن لے کر آتے تھے، اور ان کو سنت ویسے ہی سکھاتے تھے جیسا کہ قرآن سکھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی علمبرداری اور اس کی تبلیغ کے لئے ان لوگوں کو منتخب کیا جو نبی کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ہیں اور اس امت کے صالح ترین اور پاکیزہ ترین لوگ ہیں اور علم میں سب سے زیادہ گہرے ہیں، تکلف و تصنع سے دور ہیں اور سب سے زیادہ سچے اور امین ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی کی ہم نشینی اور صحبت کے لئے نیز اقامت دین کے لئے منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زبردست قوت حافظہ عطا کی تھی۔ وہ نبی سے جو سنتے تھے بے کم و کاست لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔

ابن مسعود کی روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب و مسرور رکھے جس نے ہم سے کچھ سُنا پھر اس کو جیسا سنا ویسا پہنچا دیا۔ بسا اوقات پہنچانے والا سننے والے سے زیادہ نصیحت حاصل کرتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان)

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

عن جبیر بن مطعم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بالخيف من منىٰ يقول: نضر الله عبداً سمع مقالتي فحفظها ووعاها وبلغها من لم يسمعها فرب حامل فقه لا فقه له ورب حامل فقه إلى من افقه منه، ثلاث لا يغل عليهن قلب مومن: اخلاص العمل لله، ونصيحة لائمة المسلمين، ولزوم جماعتهم فإن دعوتهم تحيط من وراءهم۔

(احمد، ابن ماجه، طبرانی)

جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں خیف کے مقام پر فرماتے ہوئے سُنا" اللہ اس بندہ کو شاداں رکھے جس نے میری بات سُنی پس اس کو یاد کرلیا اور اس کو قبول کرلیا اور اس کو ان تک پہنچایا جنھوں نے نہیں سُنا۔ بسا اوقات فقہ کے حامل میں سمجھ نہیں ہوتی ہے اور کبھی حامل فقہ اپنے سے زیادہ سمجھدار اور فقیہ تک بات پہنچاتا ہے۔ تین باتوں پر مومن کا دل تنگ نہ ہونا چاہیئے۔ اللہ کے لئے عمل خالص کرنا اور مسلمانوں کے ائمہ کے لئے نصیحت و خیرخواہی اور مسلمانوں کی جماعت میں رہنا پس ان کی دعوت انکے پیچھے سے احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔

عمرابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی ایسی حدیث لاتا تھا جس کو آپ نے نہیں سُنا ہوتا تو اس سے آپ اس حدیث کی صحت پر دلیل لانے کو کہتے، ورنہ اس کو تکلیف دیتے، ان کو حدیث یاد کرنے کی جو شدید حرص تھی اس سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری (عبداللہ بن قیس) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی جب ان کو اجازت نہیں ملی تو وہ واپس چلے گئے، پھر عمر نے کہا، کیا میں نے عبداللہ ابن قیس کی آواز نہیں سنی، جو اجازت طلب کر رہے تھے؟ ان کو اندر آنے کی اجازت دیدو۔ تو لوگوں نے انھیں بلایا تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ چلے گئے ہیں اس کے بعد جب وہ آئے تو عمرؓ نے فرمایا، تم کو کس چیز نے واپس کر دیا؟ انھوں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اجازت چاہی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہوئے سُنا کہ اگر تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔ عمرؓ نے کہا، تم اس کی دلیل لاؤ ورنہ میں تمہیں ماروں گا۔ تو آپ انصار کی ایک جماعت کے پاس آئے ان کو بتایا جو عمرؓ نے کہا۔ انھوں نے کہا اس کی شہادت ہم میں جو سب سے چھوٹا ہے وہی دے گا۔ ان کے ساتھ ابوسعید الخدری کھڑے ہوئے انھوں نے عمر کو اس حدیث کے بارے میں بتایا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بازار کی مصروفیت نے مجھے اس حدیث سے غافل رکھا۔

یہ صرف ایک مثال ہے اس بات کی کہ صحابہ کو سنت کی محافظت اور نقص وزیادتی سے اس کو محفوظ رکھنے کا کتنا خیال تھا۔ بخاری کی ایک حدیث ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Scanned with OKEN Scanner

بلغوا عني ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہٗ من النار۔

میری طرف سے پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے روایت کرو کوئی حرج نہیں لیکن جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

چنانچہ بہت سے اصحاب نبی حدیث روایت کرنے سے اس ڈر سے رک گئے کہ مبادا ایک حرف کم زیادہ ہو جائے جیساکہ عبداللہ ابن زبیر سے ثابت ہے عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ زبیر سے کہا، ابا جان! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کیوں نہیں روایت کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا، بیٹے! میں جاہلیت اور اسلام میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا نہیں رہا ہوں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ حدیث میں کوئی حرف کم، زیادہ کر بیٹھوں اور آپ پر جھوٹ باندھنے کی وعید کا سزاوار بن جاؤں۔

زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے جیسے دوسرے اصحاب تو رعا حدیثیں روایت نہیں کرتے تھے مبادا ان کے حافظہ پر کوئی تہمت آئے جیساکہ ابن مسعود کی روایت ہے۔

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نضر اللہ امرءاً سمع منا شیئا فبلغه کما سمعه فرب مبلغ اوعیٰ من سامع

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا اللہ اس شخص کو شاداب و مسرور رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا تو اسکو ویسا ہی پہنچا دیا۔ بسا اوقات پہنچانے والا سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی سنت کو اسی طریقہ سے محفوظ کیا جس طرح سے قرآن کریم کو محفوظ کیا۔ سنت کو محفوظ کرنے کا کام حافظ، علماء، اور ماہر نقادوں کی عنایت سے انجام پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام کاوشوں، محنتوں اور تمام تر ان کی ذہنی صلاحیتوں کے رُخ کو احادیث رسول کی تنقیح و تصحیح کی طرف موڑ دیا۔ ان لوگوں نے احادیث کی تنقید و تمحیص کے فن میں اپنی عمریں صرف کردیں۔ یہانتک کہ معرفت حدیث کے فن کے اس قدر ماہر ہو گئے کہ سونار کی طرح سے کھرے کھوٹے کو پہچان لیتے تھے کیونکہ جو شخص بھی کسی علم و فن میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس علم و فن کی حکمت سے نواز دیتا ہے۔ وہ حدیث حاصل کرنے سے قبل رجال حدیث کے بارے میں واقفیت حاصل کر لیتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ گھر لینے سے قبل پڑوسی اور راستہ چلنے سے پہلے رفیق سفر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا چاہئیے۔ جب انھیں کسی محدث کے سوء فہم، خراب حافظہ اور ثقہ نہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس سے حدیث نہیں لیتے تھے۔

کسی بھی امت نے اپنے نبیوں کی حدیث اور اپنے حصول دین کے نصوص کو محفوظ رکھنے کا اتنا اہتمام نہیں کیا جتنا مسلم علماء نے سلسلہ اسناد میں اہتمام و احتیاط کی ہے۔ وہ حدیثوں کو یوں روایت کرتے ہیں "حدثنا فلان عن فلان عن فلان عن رسول رب العالمین" یعنی ہم سے فلاں نے بیان کیا۔ فلاں نے فلاں سے سُنا، فلاں نے فلاں سے سُنا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ جب محدث کوئی غلطی کرتا تھا یا حدیث کے سمجھنے میں غلطی کر دیتا تھا یا اُس کے قدم ڈگمگا جاتے تھے وہ ان سے کہتے تھے "ثابت قدم رہو، دیکھو کیا کہہ رہے ہو"۔ تبلیغ حدیث کی امانت کے سلسلہ

میں اسناد کی طرف محدثین نے بڑی توجہ دی ہے اور بڑے اہتمام داحتیاط سے کام لیا ہے۔ اس سلسلہ میں امت مسلمہ کی یہ خصوصیت ہے جس میں دوسری کوئی امت شریک وسہیم نہیں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

قد خصت الامة بالاسناد   وھو من الدین بلا تردد

اسناد حدیث امت مسلمہ کی خصوصیت یہ بھی بلا شک وشبہ دین کا ایک حصہ ہے

سنت کا محور و مرکز، قول رسول، فعل رسول اور اقرار رسول ہے۔ قول رسول فعل رسول پر مقدم ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی فعل صرف رسول کے ساتھ خاص ہو رسول اللہ کی بات پہنچانے میں غلطی نہیں کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اس کو منزہ عن الخطا بنایا گیا ہے۔

جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ میں صرف فعل رسول کی تصدیق کروں گا اور قبول کروں گا، ایسے شخص کا حقیقت میں نہ ہی رسول پر ایمان ہے اور نہ ہی اس کی لائی ہوئی چیز پر، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔	تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہے جب تک اس کا نفس اس کا تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابیٰ قیل: ومن ابیٰ یا رسول اللہ قال: من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی	میری امت میں سب کے سب جنت میں داخل ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔ آپ سے کہا گیا کہ کون انکار کرے گا، اے اللہ کے رسول۔ آپ نے

فقد ابیٰ۔ فرمایا، جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا کہ انکار کیا۔

یہ شہادت کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس کے مفہوم میں یہ بات لازمی طور پر شامل ہے کہ حکم رسول کی اطاعت کی جائے اور جو آپ نے فرمایا اس کی تصدیق کی جائے اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ان سے اجتناب کیا جائے اور اللہ کی مشروع عبادت کی جائے۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

مَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ (الاحزاب ۳۶)

جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دے تو کسی مومن مرد اور مومن عورت کو ان کے حکم سے سرتابی کا اختیار نہیں ہے۔

قرآن میں اسی حقیقت کو یوں واضح کیا گیا ہے۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (نور ۵۱)

مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو ان کا قول صرف یہ ہونا چاہئے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ کامیابی سے ہمکنار ہونیوالے ہیں۔

ایک مسلمان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حکم و عدل کا ایک معیار قائم کیا ہے، جس کے مطابق وہ اپنے تنازعات کو طے کرے اور اپنے اختلافات کو اس کے سامنے پیش کرے۔ یہ معیار ہے کتاب و سنت، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ، اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔ (النساء ۵۹)

پس اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

علماء کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد کتاب الٰہی کی طرف لوٹانا اور رسول کی طرف لوٹانے سے مراد اس کی سنت کی طرف لوٹانا ہے۔ یہ دونوں شریعت اسلامی کا نظام ہیں۔ ان دونوں میں تمام مشکلات اور مسائل کا حل ہے اور ہر چھوٹے بڑے تنازعہ کا حل ہے۔ وہ اپنے تمام تنازعات کو رسول کی طرف لوٹائیں اور اولی الامر کی طرف، کیونکہ وہ کتاب الٰہی اور سنت رسول سے واقفیت کی بنیاد پر مسائل کا استنباط کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تنازعات کو کتاب وسنت کے حوالہ کرنے کا حکم اسی وجہ سے دیا ہے کہ ان میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

قرآن کو سنت سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ سنت قرآن کی تفسیر وتشریح کرتی ہے اور قرآن کے مشکل امور کی وہ توضیح کرتی ہے۔ اس طرح سے سنت قرآن سے بے نیاز نہیں کر سکتی ہے۔ دونوں ہی وحی ہیں جن کی اصل ایک ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی "مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ" یعنی جو بھی کوئی برا عمل کرے گا اسکی سزا اسے بھگتنی پڑے گی، تو اصحاب رسول حیران وپریشان ہو گئے انھوں نے کہا "ہم لوگ برباد ہو گئے اگر ہم میں سے ایک کو جو برا کام کرے گا بدلہ دیا جائے گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم غمگین نہیں ہوتے ہو؟ کیا تمہیں کوئی تکلیف اور مرض لاحق نہیں ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا

کیوں نہیں ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسی کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ جو بھی رنج و غم اور بیماری مسلمانوں کو لاحق ہوتی ہے یہانتک کہ کانٹا بھی جوان کو چبھتا ہے وہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور وہ بھی اس جزاء میں شامل ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔ (انعام ۸۳) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا۔

توصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین گھبرا گئے اور گویا ہوئے، ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی نصیحت نہیں سنی جو انھوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ بلاشبہ شرک بڑا ظلم ہے۔ (سورہ لقمان)

جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن کافی ہے، سنت کی ضرورت نہیں ہے، وہ نہ ہی قرآن سے واقف ہے اور نہ ہی سنت سے، وہ سنت کی قدر و قیمت کو کم کرنا چاہتا ہے تاکہ پھر قرآن کی قدر و قیمت کو بھی گرا سکے۔

جو سنت رسول کو نظر انداز کرتا ہے اور اس پر طعن کرتا ہے وہ لازمی طور پر قرآن پر بھی طعن کرتا ہے اور اس کی تکذیب کا مرتکب ہوتا ہے۔

سنت کا علم اور اس پر عمل لازم ہے

قرآن اور شریعت اسلامیہ کی رُو سے سنت کا کیا درجہ ہے ؟ اس کا اندازہ

اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کے لئے سنت کے احکام، اس کے حلال و حرام کو جاننا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ قرآن کو جاننا۔ اس طرح سے دونوں کا درجہ ایک ہے۔ اس کو اس مثال سے سمجھایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ نماز فرض کی ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں اقامت الصلوٰۃ اور محافظت الصلوٰۃ اور نماز پڑھنے کے عمل کو ہمیشہ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ تو ہم قرآن میں یہ تفصیلات کہاں پائیں گے کہ ظہر کی نماز زوال کے بعد چار رکعت، ایک مثل سایہ کے بعد چار رکعت عصر کی نماز، غروب آفتاب کے بعد سے شفق کے غائب ہونے تک مغرب کی تین رکعت، یہ دن کی وتر ہے۔ اور شفق کے غائب ہونے کے بعد نصف شب تک چار رکعت نماز عشاء کی۔ اور فجر کی نماز دو رکعت ہے۔ کیا یہ تفصیل و تفسیر سنت مطہرہ کے علاوہ کہیں اور مل سکتی ہے۔

اسی قبیل کی یہ آیت ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ (النساء ۱۰۱)	اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں کہ نماز میں قصر کرو، اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کی روش اختیار کر رکھی ہے تم کو آزمائش میں ڈال دیں گے۔

آیت میں قصر کی اباحیت فتنہ کے خوف سے مشروط ہے یعلیٰ ابن امیہ نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اب یہ کیسا قصر؟ ہم لوگ تو اب مامون و محفوظ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے بھی اس پر تمہاری طرح سے تعجب ہوا

تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا۔

هو صدقة من الله تصدق بها عليكم فاقبلوا صدقته — یہ اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے، اس کے صدقہ کو قبول کرو۔

(رواہ مسلم و اہل السنن)

اس صدقہ کے بارے میں قرآن سے ہمیں کیسے معلوم ہوتا۔

اسی طرح سے معاملہ زکوٰۃ کا ہے۔ اللہ نے زکوٰۃ سابقہ امتوں پر بھی فرض کی تھی، اور قرآن میں خدا نے زکوٰۃ دینے والوں کی تعریف کی ہے۔ قرآن میں ایک سو سے زائد آیتوں میں اس کا تذکرہ آیا ہے لیکن یہ آیتیں مطلق ہیں ان میں زکوٰۃ کا تفصیلی ذکر نہیں ہے۔ نہ تو نصاب زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا اور نہ ہی جنس زکوٰۃ کا تعین کیا گیا ہے۔ نصاب زکوٰۃ کا تعین صرف حدیث میں کیا گیا ہے اور ان اجناس کی متعین طریقہ سے نشاندہی کی گئی ہے جن میں زکوٰۃ واجب ہے۔ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ نقد اور تجارت میں ۲٫۵٪ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔ چاندی، سونے غلہ اور کھجور کے نصابوں کا تعین کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سینچائی سے فصل حاصل کیجائے تو نصف عشر اور اگر بارش سے سیراب ہوئی ہو تو عشر واجب ہے۔ اسی طرح سے اونٹ اور بکریوں کے زکوٰۃ کی تفصیل بتائی گئی ہے ہم قرآن میں اتنی تفصیل و تشریح کہاں پائیں گے۔

اسی طرح سے معاملہ خرید و فروخت کا ہے، قرآن میں کہا گیا ہے۔

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (البقرۃ ۲۷۵) — اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربوٰ (سود) کو حرام کیا ہے۔

حدیث میں بہت سی بیع کو حرام کیا ہے جیسے ربا (سود) کی بیع، شراب سور کا گوشت، بتوں کی خرید و فروخت کرنا اور دھوکہ دھڑی سے بیچنا حرام ہے اسی طرح سے تصویری مجسموں، مردہ جانوروں کا بیچنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ خرید فروخت کرنے والوں کے لئے خیار مجلس کا مسئلہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

عن حکیم ابن حزام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورك لھما فی بیعھما وان کتما وکذبا محقت برکۃ بیعھما۔

حکیم ابن حزام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خرید و فروخت میں اسوقت تک اختیار رہے جب تک وہ دونوں جُدا نہ ہو جائیں۔ اگر دونوں نے معاملہ سچ سچ کیا اور سب کچھ بتا دیا تو ان کے لین دین میں برکت ہوگی، اگر انھوں نے چھپایا اور دروغ گوئی سے کام لیا تو ان کے بیع کی برکت جاتی رہے گی۔

اسی کو خیار مجلس کہتے ہیں یہانتک کہ اگر خریدنے والے نے قیمت چکادی اور سامان قبول کر لیا تو بھی دونوں کو اختیار رہے گا جب تک ان کی بیٹھک جاری ہو خواہ یہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو۔

اگر ہم سنت سے اعراض کریں گے اور قرآن پر ہی اکتفاء کریں گے تو یہ تفصیل ہمیں کہاں سے معلوم ہوگی؟

اللہ تعالیٰ نے مُردار کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ — تمہارے اوپر مردار اور خون حرام کیا گیا ہے۔

سنت مطہرہ میں دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں، یہ ہیں مچھلی، ٹڈی،

تلی اور کلیجی۔ اسی طرح سے معاملہ حرمت شراب کا ہے۔ قرآن میں بلا تفصیل بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کی ہے۔ حدیث میں ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو اس کی قلیل وکثیر مقدار حرام کی گئی ہے خواہ وہ شراب کسی چیز کی بنی ہوئی ہو۔

ہر نشہ آور خمر (شراب) ہے اور ہر خمر حرام ہے چاہے وہ کسی چیز سے بنی ہو۔ اگر کسی چشمہ کے پانی میں نشہ ہے تو ہم اس پر بھی خمر کا ہی حکم لگائیں گے، معیار شریعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔

چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دیا ہے۔ کہا گیا ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (المائدة ۳۸)	چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنیوالی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اس کا بدلہ ہے جو انھوں نے کیا، اللہ کیطرف سے سزا ہے۔ اور اللہ طاقت والا اور حکمت والا ہے۔

اس سلسلہ میں رافع ابن خدیج کی حدیث ہے۔

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "لا قطع فی ثمر وکثر۔"	انھوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہوئے سُنا کہ پھل اور کھجور کے شگوفے میں قطع ید نہیں ہے۔

یہ حدیث احمد اور چاروں ائمہ احادیث نے بیان کی ہے۔ ترمذی اور ابن حبان نے اس کو صحیح حدیث بتایا ہے گویا کہ سنت نے ثمر اور کثر (کھجور کا شگوفہ) کی چوری کرنے والے کو معاف فرما دیا ہے۔ اسی طرح سنت میں یہ بھی آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ادرأوا الحدود بالشبہات[1] حدوں کو شبہات سے دور کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ادفعوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم۔ مسلمانوں سے حدوں کو دفع کرو، جتنا کر سکو۔

بخدا بتاؤ! یہ حکم اور اس طرح کے دوسرے احکامات ہم کہاں کتاب اللہ میں پائیں گے اور کس سورہ میں پائیں گے۔ اگر سنت قرآن کی تفصیل نہ بتاتی اور اس کی تفصیل و تعبیر نہ کرتی اور جس کے بارے میں قرآن خاموش ہے اس کو وہ نہ بتاتی۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے زینت اور آرائش کو مباح قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ (اعراف ۳۲) کہہ دیجئے کس نے اللہ کی زینت و آرائش کو حرام کیا جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے اور کس نے پاکیزہ رزق حرام کیا ہے

لیکن سنت نے سونے کی قلیل و کثیر مقدار مردوں پر حرام کر دی جیسا کہ حدیث میں ہے۔

احل الذهب والحرير لاناث امتی وحرم علی ذکورهم۔ اللہ نے سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال کیا ہے اور مردوں پر حرام کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ نے وہ انگوٹھی غصہ میں چھین کر زمین پر پھینک دی اور فرمایا۔

---

[1] اس حدیث کی رو سے شبہ کا فائدہ ملزم کو ملے گا۔ (مترجم)

يعمد احدكم الى جمرة من نار فيضعها فى اصبعه۔ تم میں سے جو کوئی آگ کی چنگاری کا قصد رکھتا ہو گا وہی اسکو اپنی انگلی میں پہننے گا۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو انگوٹھی کے مالک سے لوگوں نے کہا، انگوٹھی اٹھالو اور اس کا مالی فائدہ اٹھاؤ۔ اس نے کہا، خدا کی قسم، میں یہ انگوٹھی نہیں اٹھاؤنگا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہے۔ اس کے اندر حق کو قبول کرنے کا کتنا زبردست جذبہ تھا۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ (انعام ۱۴۶)

آپ کہہ دیجئے جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آتے ہیں ان میں سے تو میں کوئی حرام غذا نہیں پاتا ہوں کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ مردار جانور ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو جانور بطور فسق غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو۔

لیکن سنت میں ان درندوں کو حرام کر دیا گیا ہے جن کے بڑے بڑے دانت ہوتے ہیں اور پنجے والی شکاری چڑیوں کو حرام کر دیا ہے یعنی جو جانور اپنے دانتوں سے شکار کرتے ہیں جیسے کتے، درندے اور جو چڑیاں پنجے سے شکار کرتی ہیں جیسے شکرا۔ حدیث نے پالتو گدھے کو حرام قرار دیا ہے۔ ان سب کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں ہے۔

قرآن میں کہا گیا ہے۔

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔ (النساء ۱۱)

اللہ تم کو تمہاری اولادوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔

سنت نے ان والدین اور اولادوں کے درمیان وراثت کو ممنوع قرار دیا ہے جو جداگانہ دین رکھتے ہوں۔ آپ نے فرمایا۔

لا يرث الكافر المسلم ولا المسلم الكافر۔

کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا۔

اسی طرح سے قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وراثت کے حصوں کی تقسیم کے ذکر کے بعد فرمایا۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔ (النساء ۱۱)

کی گئی وصیت کے بعد یا قرض کے بعد۔

سنت نے وصیت پر دین (قرض) کو مقدم کیا ہے اور سنت نے اس بات کا بھی فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو حق عطا کر دیا ہے، اس لئے وارث کیلئے وصیت نہیں کی جا سکتی ہے۔ یہ سب احکام سنت میں پائے جاتے ہیں قرآن میں نہیں۔

ایک شخص کے پاس چھ غلام تھے اس نے مرتے وقت ان سب کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی مال نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تین حصے کئے اور ان میں سے دو کو آزاد کر دیا، باقی چار کو غلام رکھا اور اس کو سخت بات کہی جو اس بات کی دلیل بن گئی کہ مریض کی وصیت ایک تہائی سے زائد مال کے بارے میں نہیں مانی جائے گی۔ یہ سب احکام قرآن میں کہاں

دستیاب ہیں اگر ہم ان کی تفصیل کے لئے سنت کی طرف رجوع نہ کریں۔ اگر سنت نہ ہوتی تو بہت سی وہ چیزیں جو اللہ نے ہم پر حرام کی ہیں ان کو ہم حلال سمجھتے۔ اسی لئے اسلاف کا خیال ہے کہ قرآن کی تاویل (سنت) کرتی ہے اور اس کی تعبیر وتشریح کرتی ہے اور اس کی توضیح کرتی ہے جس کے بارے میں قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے، مثلاً یہ آیت۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ۔ (النساء ۹۲)	اور مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی مومن کو قتل کرے الا آنکہ غلطی سے ہو جائے اور جو مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو وہ مومن غلام کو آزاد کرے اور اس کے گھر والوں کو دیت دے۔

اس آیت میں دیت یعنی خون بہا کا مطلق ذکر ہے۔ اسمیں جنس دیت، اس کی قسم اور عدد کا ذکر کر کے کوئی تحدید نہیں کی ہے۔ سنت نے اس اجمال کی تفصیل بتائی، اونٹ، سونے اور چاندی کا ذکر کر کے دیت کی تفسیر وتحدید کی ہے۔

اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث۔

الحقوا الفرائض باهلها فما بقي فلاولى رجل ذكر۔	فرائض یعنی ترکہ کے حصے ان کے مستحقین کو دے دو جو ترکہ بچ جائے وہ رشتہ میں قریب ترین مرد کو دے دیا جائے۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث علم فرائض (وراثت کی تقسیم کا علم) اور ترکہ کی تقسیم میں ایک عظیم بنیادی ضابطہ فراہم کرتی ہے۔ الفاظ میں مختصر ہے لیکن معنی میں وسعت اور ہمہ گیری ہے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے اجمال و ابہام کو بڑی صفائی سے واضح کیا ہے کوئی بھی اس حدیث کے مدلول و مضمون کو صرف قرآن سے نہیں سمجھ سکتا ہے۔

شریعت کے اصول اور بنیادی ضابطے سنت سے ماخوذ ہیں

سنت کو چھوڑ کر قرآن پر اکتفا کا دعویٰ کرنا اور رسول اللہ صلعم کی قولی سنت کو عمل سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرنا کھلی ہوئی حماقت اور کند ذہنی کی دلیل ہے۔ دین اسلام اور علماء سلف کے اجماع سے یہ بات واضح ہے کہ سنتِ رسول قرآن کا عکس جمیل ہے اور خدا کے اس قول کی روشنی میں یہ وحی ثانی ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ (النجم ۳-۴)

اور وہ خواہش سے نہیں بولتے ہیں اور وہ (ان کی کہی ہوئی بات) نہیں ہے مگر وحی جو کی جاتی ہے۔

سنت قرآن کی تفسیر کرتی ہے اور اس کے اجمال کی تفصیل پیش کرتی ہے اور اس کو بیان کرتی ہے جس کے بارے میں قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے، چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔ (نحل ۴۴)

اور ہم نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو وہ بیان کرو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور شاید کہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔

اگر کوئی اس عزم سے اٹھتا ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر، علوم شرعیہ کی کسی کتاب کی تصنیف و تالیف سنت نبوی کو نظر انداز کر کے کر لے گا تو وہ کوتاہ عقل و دانش

ہے۔ یہ اس شخص کے مانند ہے جو تیرنے کے فن سے ناواقف ہو اور سمندر میں گھس جائے تو ظاہر ہے اس کو ڈوبے بنا کوئی چارہ نہیں۔ بہت سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں لیکن وہ یہ بھی نہیں جانتے ہیں کہ وہ ناواقف ہیں۔ یہ لوگ احمق ہیں اور جہل مرکب کا شکار ہیں ان کو نظر انداز کرو۔ اب سنت شاعر کے ان اشعار کا مصداق ہوگئی ہے۔

تصدر للتاليف كل مهوس جهول يسمى بالفقيه المدرس
وحق لاهل العلم ان يتمثلوا ببيت قديم شاع فى كل مجلس
لقد هزلت حتى بدى من هزالها كلاها وحتى استامها كل مفلس

"اب سنت کی تصنیف و تالیف ہر من گھڑت بات کرنے والا اور جاہل شخص کر رہا ہے، اسی کو فقیہ واستاذ کا نام دیا جاتا ہے۔ اہل علم کے لئے اب یہی سزاوار ہے کہ وہ کسی پرانے مکان میں گوشہ تنہائی اختیار کریں۔ سنت کا ڈھانچہ اب بالکل لاغر ہو چکا ہے، یہاں تک کہ ہر وہ شخص جو علم وعقل کے افلاس کا شکار ہے اس کا سہارا لے رہا ہے۔"

اب ہم ان اصول وضوابط کا ذکر کریں جو کہ سنت نبوی میں پائے جاتے ہیں۔ شریعت کے اکثر اصول وعقائد علماء اور حکماء امت نے سنت نبوی سے اخذ کئے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ سنت کا علم اور اس پر عمل کی ضرورت قرآن سے بھی زیادہ ہے اس کے باوجود کہ قرآن اصل ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث۔

انما الاعمال بالنيات وانما اعمال کا تعلق محض نیتوں سے ہے۔ آدمی

لکل امری مانوی (بخاری) کیلئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔

یہ حدیث بخاری نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فقہاء نے اسکو بھی ان پانچ اصولوں میں شامل کیا ہے جن پر اعمال کی درستگی اور فساد کا دارومدار ہے۔ ان اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ ضرر کا ازالہ کیا جائے۔ دوسرے عادت تیسرے مشقت آسانی کا باعث ہے اور چوتھے یہ کہ شک یقین کو نہیں رفع کر سکتا ہے اور پانچویں یہ حدیث "انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی"، یعنی اعمال کا یقین نیتوں سے ہے، آدمی کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔

اعمال صالح کا انحصار اخلاص عمل اور درستگی عمل پر ہے۔

بخاری اور مسلم نے عبداللہ ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان والحج۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ کا دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

ان بنیادی ارکان کا ذکر قرآن میں علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے، بغیر اس بات کی وضاحت کئے ہوئے کہ یہ بنیادیں ہیں۔ عوام کے لئے یہ آسان نہیں ہے کہ ان کو منتشر جگہوں سے اکٹھا کر کے یاد کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکٹھا اور بہترین طریقہ سے مرتب کیا ہے تاکہ علماء اور عوام کا عقیدہ بن جائیں اور عام وخاص

سب اس بنیاد کو سمجھ سکیں۔ یہ بات سنت کے علاوہ کہیں نہیں ملے گی، یہانتک کہ یہ تمام موحد سلفیوں کیلئے عقیدہ اور طریقہ زندگی بن گیا۔ بڑے بڑے علماء ہی نہیں بلکہ عوام بھی اس کو یاد کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث۔

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ط

جو کوئی وہ گھڑلے جس کا ہم نے حکم نہیں دیا ہے وہ ناقابل قبول اور مسترد سمجھا جائیگا۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد۔

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جسکا ہم نے حکم نہیں دیا ہے وہ عمل قابل رد ہے۔

اس حدیث سے اخلاص اور متابعت رسول کی بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔ عمل اگر خلوص کیساتھ کیا گیا لیکن سنت کے نہج پر نہیں کیا گیا تو عمل کرنے والے کا وہ عمل مردود اور ناقابل قبول ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کے احکام کی اطاعت کی جائے اور آپ کے فرمودات کی تصدیق کیجائے اور جس چیز سے روکا ہے اس سے اجتناب کیا جائے اور اللہ کی عبادت مشروع طریقہ سے کی جائے کیونکہ عبادت الہٰی میں عقل ورائے کا دخل نہیں۔

عبادت کا مطلب یہی ہے کہ ویسا کیا جائے جیسا کہ شارع نے حکم دیا ہے بغیر اس کو عرف عام اور عقل کی کسوٹی پہ کسے ہوئے۔ عبادت توقیفی ہے اور ہو بہو اتباع پر مبنی ہے، نہ یہ کہ اسکو بظاہر بہتر بنانے کی کوشش کیجائے اور نئی نئی باتیں داخل کی جائیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ اور رسول نے تم کو جو دیا ہے اسکو لے لو
وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور جس چیز سے روکا ہے اس سے رک جاؤ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے، جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے بتایا ہے اس کی تصدیق کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ اور امر ونواہی کو اس پر موقوف نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس پر دلیل عقلی قائم کی جائے۔ دین اسلام کا یہ خبر سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کی خبر دیں تو ہمارے اوپر اس کی تصدیق لازم ہے گرچہ ہماری عقلیں اس کی حکمت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرسکتا ہے جب تک اس کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ نہ لے، وہ ان لوگوں کے مانند ہے جنہوں نے کہا۔

لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ۔ (الانعام ۱۲۴)

ہم ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں وہ دیا جائے جو اللہ کے دوسرے رسولوں کو عطا کیا گیا۔

جو شخص یہ روش اپناتا ہے حقیقت میں اس کا ایمان رسول پر نہیں ہے اور نہ ہی حقیقت میں وہ رسول کی باتوں کو ماننے کے لئے تیار رہتا ہے۔ کوئی بات رسول نے کہی ہے یا نہیں کہی ہے اسمیں اس کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا شخص جب رسول کی کہی ہوئی بات کو اپنی عقل کے مطابق نہیں پائے گا تو اس کو تسلیم نہیں کرے گا گویا کہ اس کے نزدیک رسول کا وجود اور عدم وجود، اس کا کچھ بتانا یا نہ بتانا سب برابر ہے۔ اور ان کے نزدیک قرآن و حدیث اور اجماع سب بے اثر ہیں۔ (ابن تیمیہ کا اقتباس ختم ہوا)

بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط، قضاء الله احق ودين الله اوثق وانما الولاء لمن أعتق۔

ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے باطل ہے خواہ سو شرطیں کیوں نہ ہوں۔ اللہ کا فیصلہ زیادہ حق ہے اور اللہ کا دین مضبوط ہے۔ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے

یہ حدیث بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ اسی طرح سے ایک حدیث بخاری نے ابو جحیفہ سے روایت کی ہے۔

عن ابی جحيفة قال: قلت لعلي هل عندكم شيء من الوحي غير القرآن قال: لا والذي فلق الحبة وبرأ النسمة الا فهما يعطيه الله تعالى رجلا في القرآن وما في هذه الصحيفة قلت: وما في هذه الصحيفة؟ قال العقل وفكاك الاسير وان لا يقتل مسلم لكافر۔

ابو جحیفہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے علی سے پوچھا، کیا تمہارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی وحی ہے؟ فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو پھاڑا اور جان پیدا کی سوائے قرآن فہمی کے جس سے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو نواز دے اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ دیت اور قیدی کا آزاد کرنا اور یہ کہ مسلمان کافر کے بدلے نہیں قتل کیا جائے گا۔

یہ حدیث احمد، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت علی سے روایت ان الفاظ کے ساتھ کی۔

Scanned with OKEN Scanner

المؤمنون تتکافادماؤھم — مومنوں کا خون برابر ہے، ان کا ادنیٰ شخص بھی
ویسعیٰ بذمتھم ادناھم وھم — ذمہ لے سکتا ہے۔ اور اپنے علاوہ کے
ید علیٰ من سواھم۔ — مقابلہ میں ایک ہاتھ ہیں۔

حاکم نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اسلام نے لوگوں کے خون اور دیتوں کو مساوی قرار دیا ہے۔ اپاہج، اندھے، اور گونگے کی دیت نوجوان، صحت منداور طاقت ور شخص کی دیت کے برابر ہے کیونکہ کہا گیا ہے جان کا بدلہ جان اور زخموں کا قصاص ہے۔ پھر کہا کہ مومنین کا ادنیٰ شخص بھی ذمہ لے سکتا ہے۔ جب کسی نے ایک آدمی یا بہت سے لوگوں کو پناہ دیدی اور اپنے ذمہ میں لے لیا تو مسلمانوں پر حرام ہے کہ اس کے ذمہ اور عہد کی خلاف ورزی کریں خواہ پناہ دینے والی کوئی عورت کیوں نہ ہو جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم نے اس کو پناہ دی جس نے ام ہانی کے یہاں پناہ لے لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "وھم ید علیٰ من سواھم" کا مفہوم یہ ہے کہ جب دشمن مسلمانوں کے ایک گروہ یا شہر پر قبضہ کرلے تو مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ اس کو مٹانے کے لئے اور اس کے شر کو دفعہ کرنے کے لئے ایک ہاتھ کی طرح ہو جائیں کیونکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ولی اور دوست ہیں۔

اگر ہم ان اصولوں اور نص کا ذکر کرتے رہیں جو کہ سنت سے حاصل کئے گئے ہیں تو ہم اس موضوع پر اختصار سے کام نہ لے سکیں گے جس کا ہم نے قصد کیا ہے۔ سنت نے جانوروں کے ساتھ بھی رحم اور نرمی کا برتاؤ اوران

کیساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ کتب الاحسان علی	اللہ تعالیٰ نے احسان کو ہر چیز پر واجب کیا
کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا	ہے پس جب تم قتل کرو تو عمدگی سے کرو
القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا	اور جب تم ذبح کرو تو عمدگی سے اپنی چھری
الذبحۃ ولیحد احدکم	کو تیز کرو اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔
شفرتہٗ ویرح ذبیحتہ۔	

اسی حدیث کو مسلم نے ابو یعلی شداد بن اوس سے بیان کیا ہے۔ بخاری کی ایک حدیث ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کتا کنویں پر گھوم رہا تھا۔ پیاس سے اس کی زبان نکلی ہوئی تھی، ایک عورت نے کنویں سے پانی نکال کر اسکو پلایا، اس نے خدا کا شکر ادا کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو بخش دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول، کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ نے کہا ہاں بیشک ہر تازہ کلیجہ میں اجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ایک عورت دوزخ میں ڈال دی گئی، محض اس بنا پر کہ اس نے ایک بلی کو قید کر دیا تھا، نہ ہی اس کو کھلاتی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑتی تھی۔ زمین کی مٹی چاٹتی تھی، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی جاندار کو تیر اندازی کا نشانہ بنایا جائے اور چوپایوں کے چہروں کو داغنے پر لعنت بھیجی۔

اسی طرح کے بہت سے نص ہیں جو کہ سنت سے اخذ کئے گئے ہیں، اگر ان مثالوں کا ذکر جاری رکھا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ سنت کو چھوڑ کر قرآن پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی اسکا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و سنت میں سے کسی پر بھی اسکا

Scanned with OKEN Scanner

ایمان نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ایک کی تکذیب دوسرے کی بھی تکذیب ہے اور وہ اس آیت کا مصداق ہے۔

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ	ہم کتاب کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہیں
نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ	اور بعض کا انکار کرتے ہیں، اور وہ چاہتے
اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا	ہیں کہ ایمان و کفر کے درمیان کا راستہ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا	اختیار کریں۔ درحقیقت وہ لوگ کافر ہیں
وَاَعْتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ عَذَابًا	اور کافروں کے لئے ہم نے رسواکن عذاب
مُّھِیْنًا۔ (سورۃ نساء ۱۵۱)	تیار رکھا ہے۔

سنت پر ایمان اور عمل لازمی ہے

مسلمان کے لئے یہ فرض ہے کہ وہ سنت کی متابعت عقلا اور نقلا کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز کی تعلیم و تلقین کی ہے جس کی دین و دنیا میں انسانوں کو ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ارشاد الہٰی ہے۔

کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ	جیسا کہ ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک
یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیَاتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ	رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتوں کی تلاوت
وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ	کرتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو
وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ	کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ تم کو وہ سکھاتا
(بقرہ ۱۵۱)	ہے جو تم نہیں جانتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتائی کہ اس نے ایک ایسے شخص کو ان میں سے رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب و نسب اور جس کی صداقت و امانت کے بارے

میں لوگ واقف تھے۔ وہ ان پر قرآنی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو حفظ کرنے کی تلقین کرتا ہے اور جن آیتوں میں اشکال ہوتا ہے اس کے بارے میں اس سے دریافت کرتے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا۔

کنا اذا تعلمنا عشر ایات ثم نتجاوزهن حتی نتعلم معانيهن والعمل بهن۔	جب ہم دس آیتیں سیکھ لیتے تھے تو پھر ہم آگے نہیں بڑھتے تھے یہانتک کہ ان کے معنی اور عمل سیکھ لیں۔

مذکورہ بالا آیت میں کہا گیا ہے "ویزکیکم" (وہ تمہارا تزکیہ کرتا ہے) اس سے مراد فرائض اور فضائل اخلاق کی پابندی، منکر اور رذائل اخلاق سے اجتناب ہے کیونکہ یہی اعمال تزکیہ نفس کرتے ہیں اور انسان کو صاحب عزو شرف اور دنیا میں قابل فخر بناتے ہیں اور وہ شخص کامیابی سے ہمکنار ہوا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور ناکام ہوا، جس نے نفس کو آلودہ کیا۔

"يُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" میں کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو کتاب اور سنت سکھاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انما بعثت معلما۔	میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور قرآن میں بھی کہا گیا ہے۔

وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔	اور وہ تم کو سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے ہو۔

یعنی ہر وہ چیز سکھاتے ہیں جس کی دین و دنیا کے معاملات میں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس طرح سے رسول نے پورے دین کو کتاب و سنت سے واضح

Scanned with OKEN Scanner

کردیا ہے۔ اللہ اسی وجہ سے رسول کو بھیجتا ہے کہ اس کی اجازت سے رسول کی اطاعت کی جائے، چنانچہ فرمان خداوندی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۝ (النساء ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے اس کی اطاعت سے منہ موڑا (تو کوئی بات نہیں) ہم نے تم کو ان میں داروغہ بنا کر نہیں بھیجا۔

اس بات کی گواہی دینا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے، اور آپ نے جو فرمایا اس کی تصدیق کی جائے اور اللہ کی عبادت مشروع طریقہ سے کی جائے اور مومن پر یہ واجب ہے کہ جو بات رسول نے بتائی اس کی حقیقت سمجھے، اور حق بات یہ ہے کہ رسول صرف حق کہتا ہے، جس نے رسول کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اہل علم اور اہل ایمان کے لئے یہ لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح منقول ہے اس کو تسلیم کریں اور مانیں کیونکہ رسولوں کی بعثت کی حکمت یہ ہے کہ ان کے اوامر کی اطاعت کی جائے اور ان کے نواہی سے اجتناب کیا جائے، خواہ ان اوامر و نواہی کا عقل سے ادراک کیا جا سکے یا نہیں۔

سنت، جس پر ایمان و عمل ضروری ہے وہ سنت ثابتہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان راویوں نے روایت کیا ہو جو محدثین اور اسماء رجال کے ماہرین کے نزدیک ثقہ ہوں، کیونکہ یہ لوگ صحیح اور ضعیف کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں. وہ رجال حدیث اور صحیح حدیث کو ویسا ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو اس سے ہماری مراد وہ نہیں ہے جو تفسیر کی کتابوں اور فقہ کی کتابوں اور ترغیب

LIBRARY MUHADEES ... SRINAGAR Book No.

وترہیب کی کتابوں میں ملتا ہے کیونکہ ان کتابوں میں بہت سی ضعیف اور موضوع احادیث ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان احادیث کو نقاد علماء نے جانچا اور پرکھا ہے اور ان کو غیر معتبر قرار دیا ہے، ان کو موضوعات کی کتاب کا نام دیا ہے۔

خدا کا علم رکھنے والوں پر یہ واجب ہے کہ اسی حدیث سے استشہاد کریں اور دلیل لاویں جس کے ثبوت اور صحت پر ان کو یقین ہو جائے۔ مختلف مذاہب ومسالک کی فقہ کی متداول کتابیں ضعیف اور موضوع احادیث سے بھری ہوئی ہیں۔

بہرحال کسی بھی مفتی، مفسر، مولف، فقیہ اور علوم شرعیہ کے مصنف کو سنت رسول سے خواہ وہ قولی ہو یا فعلی مدد لیتے بغیر چارہ نہیں، کیوں کہ یہ ضروری ہے اور اس کے بغیر اس کا کام پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ سنت چراغ کی مانند لوگوں کو راستہ دکھاتی ہے۔

جس شخص کو سنت کا جتنا زیادہ علم وفہم ہوگا وہ قرآن کی تفسیر اور معانی واحکام کے استنباط پر جاہل کے مقابلہ میں اتنا ہی زیادہ قادر ہوگا۔

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ کَمَنْ لَّا یَعْلَمُ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ۔ کیا وہ شخص جو جانتا ہے اس شخص کی طرح سے ہے جو نہیں جانتا ہے۔ کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے ہو۔

قدیم وجدید دور کے علم کلام کے بہت سے مسلم ماہرین دین سے دور ہٹ گئے، یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ سنت سے دور تھے اور اس سے بہت ہی کم واقف تھے، انھوں نے اپنی عقل اور راویوں کو حکم بنایا اور اس طرح سے وہ اللہ پر

بہتان باندھنے کے اور کلام الٰہی اور صفات الٰہی میں تحریف کے مرتکب ہوئے، یہانتک کہ رب کو جمادات سے موقوف کیا۔ انھوں نے کلام الٰہی اور صفات الٰہی کا اس طرح سے انکار کیا کہ اسکو مرادی معنیٰ سے ہٹا دیا اور کہا کہ قرآن مخلوق ہے اور اللہ نہیں بولتا ہے اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے بلا کان کے اور بصیر ہے بلا آنکھ کے، اور وجہ اللہ سے مراد اس کی عظمت اور اس کے ہاتھ سے مراد اس کی قدرت اور اس کے نزول سے مراد اس کے حکم کا نزول، استواء علی العرش سے استیلاء و اقتدار لیا اور آخرت میں رویت خداوندی کا انکار کیا، اور اسی طرح کی بہت سی تحریفات معنوی کی ہیں۔

یہ تحریفات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے بعد ہوئی ہیں۔ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنزیلی معانی کی تعلیم حاصل کی، وہ تاویل قرآن وحدیث کے سب سے زیادہ واقف کار ہیں اور ان سے صفات الٰہی کی کوئی معنوی تحریف نہیں سرزد ہوئی۔ تابعین کے دور کے بعد علماء دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے، ایک علماء سنت کا گروہ دوسرے علماء علم کلام کا گروہ۔ اہلسنت نے قرآن پر توقف کیا، انھوں نے اتنی ہی صفات الٰہی ثابت کیں، جتنا خود اللہ نے بغیر تشبیہ کے ثابت کیں۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ — اس کے مانند کوئی چیز نہیں۔

انھوں نے کہا کہ صفات ذات کی ہی ایک شاخ ہے پس جس طرح اللہ کی ذات کو مخلوقات کی ذات سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی ہے، اسی طرح سے اللہ کے صفات کو مخلوقات کی صفات سے مشابہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے شرح عقیدہ طحاویہ (۱) میں تحریر ہے۔

"اصول دین کے بارے میں وہ شخص کیسے بات کر سکتا ہے جو کتاب وسنت سے علم حاصل کرنے کے بجائے علم کلام کے ماہرین اور دوسرے اشخاص سے علم حاصل کرتا ہو۔ جو شخص کتاب الٰہی سے معلومات اخذ کرنے کا مدعی ہو، حالانکہ وہ قرآن کی تفسیر قرآن سے نہ کرتا ہو اور نہ ہی احادیث رسول کو ملحوظ رکھتا ہو اور اقوال صحابہ کو بھی نظر انداز کر دیتا ہو، ایسے شخص کو خطا کار اور حدود حق سے خارج سمجھا جائے گا، کیونکہ سنت ہم تک ثقہ راویوں کے واسطہ سے پہنچی ہے اور ان ثقہ راویوں کو نقادوں نے پرکھا ہے اور انھوں نے ہم تک صرف نظم قرآن ہی نہیں پہنچایا ہے بلکہ اس کے معنی بھی پہنچائے ہیں۔ اور وہ رسول سے قرآن کو بچوں کی طرح سے نہیں سیکھتے تھے بلکہ قرآن کی تعلیم معانی کے ساتھ سیکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص حصول علم اور علم وعمل میں ان کی روش پر نہیں چلتا ہے تو وہ گویا کہ اپنی رائے سے اور خواہش نفس کے زیر اثر کرتا ہے اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو ہدایت الٰہی کے بجائے اپنی خواہشِ نفس کی اتباع کرے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص دین کے بارے میں اپنی رائے اور اٹکل سے بات کرتا ہے اور کتاب وسنت سے اخذ نہیں کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے خواہ بات صحیح کہی ہو۔ اور اگر کتاب وسنت سے اخذ کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماجور ہے خواہ اس سے غلطی ہو گئی ہو۔"

(اقتباس شرح طحاویہ ختم شد)

Scanned with OKEN Scanner

چنانچہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور انھیں کو بنیاد بنا کر شرعی قوانین کا استنباط کریں، کیوں کہ اسمیں انکے تمام امراض کا علاج اور ان کے معاشرہ کی اصلاح مضمر ہے، جیساکہ ارشاد الٰہی ہے۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ۔ (حم سجدہ ۴۴)

کہو اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں، ہدایت اور شفاء ہے۔

اور اس سے رجعت قہقری اختیار کر کے گمراہی کی روش اختیار نہ کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا۔

ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنت رسولہ ولن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض۔

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑ دیں ہیں جن کو اگر تم نے اختیار کئے رکھا تو گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک کتاب اللہ او دوسرے سنت رسول ہے، اور یہ دونوں کبھی جُدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس یہ دونوں ساتھ آئیں گے۔

مالک نے یہ حدیث مکمل سند کے ساتھ اور حاکم نے حسن سند کیساتھ روایت کی ہے۔

منکرین حدیث کی گمراہی

عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت ہے کہ سنت کو کبھی نہیں چھوڑا جاسکتا ہے، کیونکہ سنت شرعی قوانین کے استنباط کا دوسرا سرچشمہ ہے۔ سنت کو

چھوڑ کر قرآن کی طرف بلانا حقیقت میں دعوت الحاد ہے۔ اس طرح سے منکرین حدیث دین کے ان حصوں کو ساقط کر دینا چاہتے ہیں جو قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل ہیں اور اس کے ایہام کی تفسیر ہیں۔ اس طرح سے شریعت کے دوسرے حصے یعنی قرآن حکیم کو بھی ترک کرنے کا راستہ ڈھونڈھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ دنیا میں جانوروں کی طرح سے زندگی بسر کر سکیں اور ان پر خدا کے اوامر و نواہی کا نفاذ نہ ہو سکے۔ نہ ان کو روزہ نماز کرنا پڑے اور نہ ہی حلال و حرام کو ملحوظ رکھنا پڑے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَأْكُلُوْنَ كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۔ (محمد ۱۲)

اور جن لوگوں نے کفر کی روش اپنائی وہ لوگ (دنیا کے) مزے لوٹتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کہ چوپائے۔ اور آگ انکا ٹھکانا ہے

عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت دی ہے۔ سنت کو اختیار کرنا، کتاب اللہ کا پکڑنا۔ اللہ کے دین میں قوت پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ کسی شخص کے لئے اسمیں تبدیلی کرنا اور اس کے لئے سوچنا جائز نہیں ہے۔ جس نے اسکو مشعل ہدایت بنایا اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس سے مدد طلب کی وہ غالب و منصور ہوا، اور جس نے اسکو چھوڑا وہ مومنین کے راستہ سے ہٹ کر دوسرے راستہ پر چلا جس سے اس نے روگردانی کی، اس کو اس سے اور دور کر دے گا اور جہنم میں جھونک دے گا اور جہنم برا ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر اپنے اقوال، اعمال اور تقریرات کے مقتضیٰ سے قرآن کو واضح کر دیا تھا، چنانچہ آپ نے فرمایا۔

ماترکت من شئ یقربکم من الجنة الا اخبرتکم به ولاشئ یباعدکم من النار الاحذرتکم عنه۔

میں نے ایسی کوئی چیز جو تم کو جنت سے قریب کرتی ہو نہیں چھوڑی مگر یہ کہ میں نے اس سے تم کو باخبر کر دیا اور نہ ہی کوئی ایسی چیز چھوڑی جو تم کو دوزخ سے دُور کرے مگر یہ کہ میں نے اس سے تم کو متنبہ کر دیا۔

عمران بن حصین سے ایک شخص نے کہا کہ وہ سنت کو چھوڑ کر قرآن پر ہی اکتفا کرنا چاہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم احمق ہو، کیا تم قرآن میں پاؤ گے کہ ظہر کی چار رکعتیں ہیں اور اسمیں جہری قرأت نہیں ہے؟ آپ نے نماز اور زکوٰۃ کی بہت سی مثالیں پیش کیں اور پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے بہت سی چیزیں مبہم رکھی ہیں، سنت اس کی تفسیر کرتی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دادی کے میراث کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کو حصّہ ملے گا تو آپ نے فرمایا، کتاب اللہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں، میں اس سلسلہ میں دوسرے اصحاب سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ مغیرہ ابن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کا حصّہ سدس (چھٹا حصّہ) بتایا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا نفاذ کر دیا۔ اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ دیت کے معاملہ میں انگلیوں میں فرق کرنا چاہتے تھے لیکن صحابہ نے انھیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چھنگلیہ اور انگوٹھا برابر ہے۔ اور ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو نافذ کیا۔

عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ عورت اپنے شوہر کے مال دیت کی وارث ہوگی کہ نہیں۔ ضحاک ابن فیروز دیلمی نے جن کو نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے کسی دیہات کا امیر بنایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت اشیلم الضبابی کو اس کے شوہر کے مال دیت میں سے ترکہ دیا تھا۔ اسی طرح سے مجوسیوں سے جزیہ لینے کا شرعی حکم انھیں نہیں معلوم تھا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے انھیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سنوابھم سنۃ اھل الکتٰب — انکے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اہل کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عورت اپنے متوفی شوہر کے گھر میں عدت گذارے گی اور دو مدّتوں میں جو طویل مدت ہوگی وہی مدت اس کی عدت ہوگی۔ ابو سعید الخدری کی بہن ربیع بنت مالک نے انھیں بتایا کہ جب ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر ٹھہری رہیں یہانتک کہ مدت گذر جائے، چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو نافذ کیا۔

ان کے علاوہ اور بہت سے نصوص ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے سنت سے حاصل ہوئے ہیں۔ جب صحابہ کو بتایا جاتا تھا تو وہ سنتے تھے اور اطاعت کرتے تھے اور کہتے تھے۔

سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا۔ — ہم نے سنا اور اطاعت کی، بارالٰہی! ہماری مغفرت فرما۔

"اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے اس کی روگردانی کی تو کوئی بات نہیں ہم نے تم کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔"

Scanned with OKEN Scanner

ایک عادل راوی کی حدیث جمہور علماء سلف و خلف کے نزدیک علم الیقین کی حد تک معتبر ہے اور اس سے بہت سی باتوں پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ ایک عادل راوی کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ واحد عادل راوی اس کو روایت کر رہا ہو اور اس کے لفظ و معانی میں تواتر نہ ہو لیکن اُمت نے اسے عملاً قبول کر لیا ہو اور تصدیق کی ہو، جیسے عمر ابن الخطاب کی "انما الاعمال بالنیات" والی حدیث اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کے بیع و ہبہ کو منع فرمایا ہے۔ علامہ ابن قیم نے ایسی حدیث کو قبول کرنے اور اس کی تصدیق کرنے کی بیس وجہیں بتائی ہیں۔ ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک راوی کی حدیث کو قبول کرنا درست ہو گا جب کہ اسکی صحت کے دوسرے بہت سے اسباب موجود ہوں۔

سنت پر عمل کرنے کی ضرورت

اسمیں کوئی شبہہ نہیں کہ سنت کا علم بہت ہی ہمہ گیر ہے، یہ دین و دنیا، آخرت، جہاد، خرید و فروخت کے تمام مسائل اور ان مسائل کے دیگر متعلقات مثلاً اُجرت، عاریتہ، ہبہ، وقف، صلح، نکاح و طلاق سب کو محیط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی اصلاح کے بارے میں بتایا ہے، نیز ان مہلک عوامل سے بحث کی ہے جو سماجی ڈھانچہ میں کجی پیدا کر دیتے ہیں اور ان بنیادوں کی نشاندہی کی ہے جو معاشرہ کی عمارت کو استوار رکھتی ہیں اور انسانی سماج کی سیادت و قیادت کے لئے ضابطے بھی عطا کئے ہیں اور وہ پالیسیاں بتائی ہیں جن پر استقامت لازمی ہے اور ان اعمال کو بھی تفصیل سے بتا دیا جن سے

اجتناب واحتراز ضروری ہے۔

سنت نے لسانی اور لغوی فضا بھی بتائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا کئے گئے تھے۔ آپ کا کلام کلام انسانی میں بلیغ ترین ہے۔ سنت کے پھیلنے سے اس زبان کو فروغ ہوا ہے جسمیں مصنفین خامہ فرسائی کرتے ہیں اصلاح پسندوں اور مربیوں کو ایک ممتاز ادبی انداز بحیثیت زبان اور اسلوب بیان کے ملا۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔

اتق الله حيثما كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها و خالق الناس بخلق حسن.	اللہ سے ڈرو، جہاں بھی ہو برائی (اگر کبھی سرزد ہو جائے) کے بعد نیک عمل کرو کہ وہ برائی کو مٹا دیتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

تہذیب نفس، تربیت روح اور بلند ترین اخلاق کے سلسلہ میں سنت ایک وسیع ادب رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ۔	اے مومنو! اللہ اور رسول کی دعوت پر لبیک کہو، جب وہ تم کو اس کی طرف بلائیں جو تم کو زندہ رکھنے والی ہے۔

ہم لوگوں کو اس حقیقت سے آشنا کراتا ہے کہ حقیقی زندگی اتباع رسول میں مضمر ہے۔ اہل سنت زندہ ہیں خواہ قبر میں ہی کیوں نہ آرام فرما ہوں اور رسول کی لائی ہوئی چیز سے اعراض موت کے مترادف ہے خواہ اعراض و روگردانی کرنے والا اس سرزمین پر محو خرام ہو، جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

اخ العلم حی خالد بعد موته   واوصاله تحت التراب رميم

وذو الجهل میت وان کان علی الثری یعد من الاحیاء وھو عدیم

(صاحب علم اپنی موت کے بعد بھی زندہ جاوید رہتا ہے گرچہ اس کی ہڈیاں مٹی کے نیچے گل سڑ گئی ہوں۔ اور جاہل حقیقت میں مُردہ ہوتا ہے چاہے وہ زمین پر چل پھر رہا ہو، لوگ اس کو زندہ سمجھتے ہیں لیکن وہ مُردہ ہوتا ہے۔)

ان تمام وجوہ کی بنا پر سنت کی نشر و اشاعت دینی و ملی فریضہ اور سماجی خدمت ہے۔ نیز اصلاح اخلاق کا ایک ذریعہ ہے۔ بہرحال یہ ایک زبردست وطنی فریضہ بھی ہے جبکہ اس دور میں چاروں طرف اس بات کی کوشش کیجا رہی ہے کہ فضائل پر رذائل کو مسلط کر دیا جائے۔ ہر خاندان اور ہر گھر میں اخلاقی زوال عام ہو جائے اور ملت اسلامیہ کی مقدس چیزوں میں فساد برپا کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلیٰ اخلاقیات کا جو خاکہ پیش فرمایا ہے، اسی خاکہ کا عملی نمونہ بھی انسانیت کو دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس الٰہی خاکہ سے مکمل مطابقت رکھنے والی ایک عملی تصویر تھے، چنانچہ آپ کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ تم بلند اخلاق کے مرتبہ پر فائز ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اور صبر کی ایک اعلیٰ مثال تھے۔ صدق، اخلاص، نیکی، شرافت اور وفا کی راہ کے مجاہد اعظم تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملت اسلامیہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر رہی ہوتی ہے تو وہ انسانیت اور ربوبیت کے لحاظ سے ایک عظیم ترین انسان کی پیروی کر رہی ہوتی ہے اور اس کی اقتدا کر رہی ہوتی ہے، جس کے بارے میں اللہ

نے پسند فرمایا کہ اس کی اقتداء کی جائے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں اسوۂ حسنہ ہے، خاص طور سے اس شخص کیلئے جو اللہ (سے ملاقات) کی امید رکھتا ہے اور خوب ذکر الٰہی کرتا ہے۔

سنت کی نشر و اشاعت اقتداء رسول کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سنت کو حکمت کہا ہے۔

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اور وہ تم کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

سنت قول و عمل میں حق کی صحیح صحیح تفسیر کرتی ہے۔ سنت کو ترک کرکے قرآن پر اکتفا کرنے کا دعویٰ ایک باطل دعویٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس گمراہی سے متنبہ کر دیا تھا۔ مستدرک کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يوشك ان يقعد الرجل منكم على اريكته فيحدث بحديثي فيقول: بيني و بينكم كتاب الله فما وجدنا فيه حلالا استحللناه فما وجدنا فيه حراما حرمناه وانما حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم

عنقریب تم میں سے ایک ایسا شخص آئے گا جو تخت پر بیٹھا ہوا ہوگا، اس کے سامنے میری حدیث کا ذکر کیا جائے گا تو وہ کہے گا میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے پس اسمیں جو بھی حلال ملے گا ہم اس کو حلال سمجھیں گے اور جو اسمیں حرام ہوگا ہم اسکو حرام مانیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی

Scanned with OKEN Scanner

كما حرم الله۔

حرام کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

یہی حدیث ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے۔

عن عبد الله بن ابی رافع عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا الفين احدكم متكئا على اريكته ياتيه الامر من امری مما امرت به او نهيت عنه فيقول لا ادری ما وجدنا فی كتاب الله اتبعناه۔

عبداللہ ابن ابی رافع سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں سے ایک ایسا شخص پاؤں گا جو تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا اور اس کے سامنے میں نے جو حکم دیا ہے، یا جس سے روکا ہے ان میں سے کسی حکم کا ذکر آئے گا تو وہ کہے گا کہ میں نہیں جانتا جو اللہ کی کتاب میں ملیگا ہم اسکی پیروی کرینگے

ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث مقدام ابن معدیکرب سے روایت کی ہے۔

عن المقدام ابن معديكرب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الا انی اوتيت القران ومثله معه الا يوشك رجل شبعان على اريكته يقول: عليكم بهذا القران فما وجدتم فيه

مقدام ابن معدیکرب سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کا مثل عطا کیا گیا ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ عنقریب ایک شخص آئے گا، جو آسودگی کے ساتھ تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا کہ تم لوگ صرف یہ

من حرام فحرموه، الا وان ما حرم رسول الله كما حرم الله۔	قرآن اختیار کرو،پس اسمیں جو تم حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو، خبردار اللہ کے رسول نے جو حرام کیا ہے وہ ویسا ہی حرام ہے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔

حسان ابن عطیہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت لے کر آتے تھے، جیسا کہ قرآن لے کر آتے تھے اور ان کو اسی طرح سے سنت سکھاتے تھے جیسے قرآن سکھاتے تھے۔

ابو داؤد کی مرسل حدیث ہے۔

عن مکحول قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاكم الله القرآن ومن الحكمة مثليه۔	مکحول رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے تم کو قرآن عطا کیا اور اس کے مثل حکمت عطا کی۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے کہا گیا کہ ہم سے صرف قرآن سے بات کیا کرو، تو آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! ہم قرآن کا بدل نہیں چاہتے ہیں ہمارا تو مقصد اسکی پیروی کرنا ہے جو ہم میں سب سے زیادہ قرآن سے واقف تھا (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ کی سنت قرآن کی شرح ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو کہ گودتی ہیں حسن کے لئے اور اس طرح سے اس صورت کو تبدیل کرتی ہیں جو جس پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے۔ یہ بات بنو اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوئی اس نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے کہا کہ آپ ایسی ایسی لعنت بھیجتے ہیں، تو آپ نے

فرمایا، میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی۔ عورت نے کہا کہ میں نے تو قرآن پڑھا لیکن اسمیں اس طرح کی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر واقعۃً تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمہیں اس میں ضرور ملتا، کیا تم نے یہ نہیں پڑھا۔

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ — جو تم لوگوں کو اللہ کا رسول دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو۔

عورت نے کہا، کیوں نہیں؟ ہم نے یہ پڑھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے روکا ہے اور اللہ زیادہ باخبر ہے۔

وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

تمت

۱۹ جمادی الآخر ۱۳۹۲ھ

انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ میں نے
دس برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت
کی اور اس دوران میں آپؐ نے کبھی مجھے اف تک
نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں
کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں
بہترین خُلق کے مالک تھے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

Scanned with OKEN Scanner